An International Journal of
ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

Volume: 04, Issue: 03, July–September 2024, Pages: 38-47

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

میجارٹی ایکٹ کیس میں وفاقی شرعی عدالت کے موقف کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE FEDERAL SHARIAT COURT'S STANCE IN THE MAJORITY ACT CASE

HEC "Y" Category HJRS HEC Journal Recognition System

Abdul Majeed[1], Professor Dr Humayun Abbas[2].

[1] PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, GC University, Faisalabad, Punjab, Pakistan.
[2] Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, GC University Faisalabad, Punjab, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	June 09, 2024
Revised:	July 05, 2024
Accepted:	July 09, 2024
Available Online:	July 11, 2024

Keywords:

Majority Act
Pakistani Law
Shariah Texts
Federal Shariah Court's Stance
Analysis

Funding:

This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

CC BY

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

A clear distinction exists b/w the legal age of majority and the Shariah stance on puberty in Pakistan. According to Shariah texts, the primary and fundamental basis for determining puberty is physical signs. Whereas, according to the Majority Act 1875, Pakistani law sets the age of puberty at 16 years for girls and 18 years for boys. Sharia law would specifically determine the age of puberty if the physical signs of puberty are not evident in a boy or girl.

A petition was filed in the Federal Shariah Court to declare Section 3 of the Majority Act 1875 as repugnant to the Quran and Sunnah. The court dismissed the petition, upholding Section 3 of the Majority Act as Shariah-compliant and asserting that there is no text in the Quran and Sunnah that prohibits the determination of a specific age for puberty. Generally, in the judgments of Shariah petitions, the court has consistently clarified that its constitutional mandate is to examine laws in the light of the texts of the Quran and Sunnah, rather than the opinions of jurists. However, in this case, the court dismissed the petition while disregarding the texts of the Quran and Sunnah.This paper will discuss the contradictions between the Majority Act's provisions and the court's disregard for its constitutional mandate.

Corresponding Author's Email: drhfrasool@umw.edu.pk

تعارفِ موضوع

پاکستان میں بلوغت کی قانونی عمر اور شرعی موقف کے درمیان واضح فرق پایا جاتا ہے۔ شرعی نصوص کے مطابق بلوغت کی عمر کا اولین اور بنیادی انحصار جسمانی علامات پر ہے۔ جبکہ میجارٹی ایکٹ 1875 کے مطابق پاکستانی قانون میں مطابق لڑکی کے لیے سولہ سال اور لڑکے کے لیے اٹھارہ برس کی عمر بلوغت کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ شرعی طور پر بلوغت کے لیے خاص عمر کا تعین اس صورت میں ہو گا اگر لڑکے یا لڑکی میں بلوغت کی جسمانی علامات ظاہر نہ ہوں۔ وفاقی شرعی

عدالت میں میجارٹی ایکٹ 1875 کے سیکشن 3 کو خلاف قرآن وسنت قرار دینے کے لیے درخواست دائر کی گئی۔ عدالت نے اس درخواست کو خارج کرتے ہوئے میجارٹی ایکٹ کے سیکشن 3 کو شریعت کے مطابق قرار دیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن وسنت میں کوئی ایسی نص نہیں ہے جس میں بلوغت کی ایک خاص عمر متعین کرنے کی کوئی ممانعت سامنے آتی ہو ۔ عموماً شریعہ پیٹیشنز کے فیصلوں میں عدالت یہ واضح کرتی چلی آئی ہے کہ اس کا آئینی مینڈیٹ فقہاء کی آراء کی بجائے قرآن اور سنت کی نصوص کی روشنی میں قوانین کو پرکھنا ہے۔ لیکن اس کیس میں عدالت نے قرآن وسنت کی نصوص کو نظر انداز کرتے ہوئے درخواست خارج کر دی ۔ اس مقالہ میں میجارٹی ایکٹ کے نصوص سے متصادم ہونے اور عدالت کی طرف سے اپنے آئینی مینڈیٹ کو نظر انداز کرنے کے حوالے سے بحث کی جائے گی۔

کیس کا خلاصہ اور اہم نکات

درخواست گزار محمد فیاض ولد بُندو خان اور عبد السلام ولد عبدالعزیز بنام ریاست پاکستان کیس کی روداد میں عدالت نے لکھا ہے کہ مذکور درخواست گزاران نے میجارٹی ایکٹ 1875 کے سیکشن 3 کو غیر اسلامی قرار دیے جانے کی درخواست کی ہے۔ علاوہ ازیں عبدالسلام نامی درخواست گزار نے میجارٹی ایکٹ کے ساتھ ساتھ کنٹریکٹ ایکٹ 1872 کے سیکشن 11 کو بھی خلافِ قرآن وسنت قرار دینے کی درخواست کی ہے۔

مذکورہ درخواستوں میں سے ایک میں یہ کہا گیا ہے کہ بلوغت کی عمر 18 سال مقرر کرنا والد کے لیے بہت ہی کلفت کا باعث ہے کیونکہ اس طرح اسے اپنے بیٹے کی پرورش اور نان نفقہ کے اخراجات ایک طویل عرصے تک برداشت کرنے پڑتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی شرعاً بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔ دوسری درخواست میں درخواست گزار نے اپنے موقف کی بنیاد ایک حدیث اور اس کے ساتھ فقہاء کی آراء پر رکھی ہے۔ عدالت نے دیگر کئی کیسز کی طرح اس کیس میں بھی درخواست گزار کی طرف سے ذکر کی گئی حدیث کو واضح الفاظ کے ساتھ ذکر کرنے کی بجائے مبہم الفاظ میں صرف اتنا ہی ذکر کیا ہے کہ درخواست گزار نے ایک حدیث ذکر کی ہے۔

بعد ازاں عدالت نے اپنے منہج اور مینڈیٹ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آئین کی رو سے عدالت ہذا کو صرف قرآن وسنت کے مطابق ہی قوانین کو جانچنے کا اختیار حاصل ہے۔ فقہاء کے احترام کے باوجود کسی بھی فقیہ کی رائے کے مطابق کسی قانون کو خلافِ قرآن وسنت قرار دینا عدالت کے آئینی مینڈیٹ میں شامل نہیں ہے۔

عدالت کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت میں کوئی بھی ایسی واضح نص موجود نہیں ہے جو بچے کی بلوغت کی عمر کا تعین کرتی ہو۔ نیز یہ کہ فقط جسمانی علامات کا پایا جانا ہی بلوغت / میچورٹی کے تعین کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی کچھ ذہنی اور جذباتی پہلو ایسے ہیں جن پر بلوغت کا انحصار ہے۔ قرآن مجید نے بھی بعض معاملات میں اس چیز کو ملحوظ رکھا ہے جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 6 اور سورۃ النور کی آیت نمبر 59 میں مذکور ہے۔

عدالت نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ جسمانی بلوغت ہر شخص میں حالات، وقت، خوراک اور علاقے کے اعتبار سے مختلف عمر میں ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا بلوغت کے لیے کسی خاص عمر کو مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے فقہاء بھی کسی ایک خاص عمر پر متفق نہیں ہیں۔ البتہ بعض قانونی معاملات میں کسی قسم کی پیچیدگی سے بچنے کے لیے کسی خاص عمر کا تعین کرنا ضروری ہے جس کے تحت پاکستان میں بھی ایک خاص عمر کو بلوغت کی عمر قرار دیا گیا ہے۔

عدالت نے درخواست گزاران کی طرف سے پیش کردہ دلائل کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیات اور دیگر حوالہ جات ان کے موقف کی تائید کرتے نظر نہیں آتے۔[1] ان تمام وجوہات کی بناپر عدالت نے زیر بحث درخواست کو خارج کر دیا۔

کیس کا تجزیہ

مذکورہ پیٹیشن میں عدالت نے جن چیزوں کو بنیاد بنا کر درخواست خارج کی ہے وہ محل نظر ہیں۔ اس کیس کے تجزیہ کے لیے درج ذیل سوالات قائم کر کے ان کے جوابات پر بحث کی جائے گی:

1. کیا بلوغت کے لیے کسی خاص عمر کو متعین کرنا درست ہے؟ اگر درست ہے تو کن حالات میں؟
2. کیا واقعی قرآن وسنت میں ایسی کوئی نص موجود نہیں ہے جس میں بلوغت کی عمر کا تعین ہوتا ہو؟
3. قرآن مجید کی سورت النساء کی آیت 6 اور النور کی آیت 59 کا کیا مفہوم ہے جن کی بناپر عدالت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بلوغت کے لیے صرف جسمانی علامات ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ میچورٹی کو بھی قرآن مجید نے ملحوظ رکھا ہے؟

بلوغت کے لیے خاص عمر کے تعین کی بحث

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بلوغت سے متعلقہ جتنے بھی مسائل کا ذکر ہے ان سب نصوص میں جسمانی تبدیلیوں کو ہی بلوغت کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ایک خاص عمر کا تعین عمومی حکم کے طور پر نہیں کیا گیا البتہ بعض مخصوص حالات میں ایک خاص عمر تک پہنچنے کے بعد لڑکے یا لڑکی کو بالغ قرار دیا گیا ہے۔ اس پہلو کو واضح کرنے کے لیے مرحلہ وار بحث کی جاتی ہے۔ پہلے مرحلہ میں ان آیات کا جائزہ لیا جائے گا جن میں بلوغت سے متعلق کسی بھی طرح کا کوئی حکم بیان کیا گیا ہے۔ وہ قرآنی نصوص جن میں بلوغت سے متعلقہ امور کا ذکر ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. وَٱبۡتَلُواْ ٱلۡيَتَٰمَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُواْ ٱلنِّكَاحَ فَإِنۡ ءَانَسۡتُم مِّنۡهُمۡ رُشۡدٗا فَٱدۡفَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ أَمۡوَٰلَهُمۡۖ [2]
2. وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥ[3]
3. وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥ[4]
4. يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسۡتَـٔۡذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡ وَٱلَّذِينَ لَمۡ يَبۡلُغُواْ ٱلۡحُلُمَ مِنكُمۡ ثَلَٰثَ مَرَّٰتٖۚ [5]
5. وَإِذَا بَلَغَ ٱلۡأَطۡفَٰلُ مِنكُمُ[6] ٱلۡحُلُمَ فَلۡيَسۡتَـٔۡذِنُواْ كَمَا ٱسۡتَـٔۡذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡۚ [7]

پہلی آیت میں یتیموں کو ان کا مال سپرد کر دینے کی دو شرائط کا ذکر ہے۔[8] پہلی شرط ان کا جسمانی بلوغت کی عمر تک پہنچنا ہے اور دوسری شرط ان کا ذہنی طور پر پختگی

حاصل کرنا ہے۔اس اسلوب بیان سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ رشد اور نکاح کی عمر دونوں الگ الگ مرحلے ہیں۔دوسرے اور تیسرے نمبر پر مذکور آیات میں یتیموں کو ان کا مال حوالے کرنے کے لیے اس کا "اشُد" کے مرحلے میں داخل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔اگر "**القرآن يفسر بعضه بعضا**" کے اسلوب کو مد نظر رکھا جائے تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ "اشُد" اور رشد کے الفاظ کا مفہوم اور مدلول ایک ہی ہے۔

چوتھے اور پانچویں نمبر پر مذکور آیات میں بچوں کے بغیر اجازت اور اجازت لے کر داخل ہونے کے احکام کا ذکر ہے۔اس معاملہ میں حکم کا دارو مدار "حُلُم" کے لفظ پر رکھا گیا ہے جس کے بارے میں تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد جسمانی طور پر بلوغت کی علامات کا ظاہر ہونا ہے۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآنی نصوص میں بچوں کی بلوغت اور میچورٹی کی عمر کو واضح کرنے کے لیے نکاح۔رشد۔اشُد اور حُلُم کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔یہ تمام الفاظ اس پہلو پر واضح انداز میں دلالت کر رہے ہیں کہ بچے کی بلوغت اور عدم بلوغت میں اصل معیار جسمانی تبدیلیوں کا ہے۔

"حتى اذا بلغوا النكاح" کا مفہوم

قرآن مجید کا یہ اندازِ تعبیر اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ بلوغت جسمانی حالت کو مد نظر رکھ کر ہی قرار دی جائے گی۔مذکور بالا مقام پر آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین نے نکاح کی عمر کو پہنچنے کے الفاظ سے مراد فقط جسمانی بلوغت ہی لی ہے میچورٹی اور دیگر ذہنی پختگی کی علامات ان الفاظ سے مراد نہیں لی گئیں۔امام مجاہد نے اس مقام پر بلوغ الی النکاح سے مراد احتلام ہونا ذکر کیا ہے [9] اور مابعد مفسرین میں سے کسی نے ان کی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا۔احتلام کی صورت میں ہونے والی یہ جسمانی تبدیلی شرعاً بالغ قرار پانے میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔علماء نے جسم سے منی کے خروج کو نکاح کی عمر تک پہنچنے کی حد قرار دیا ہے۔[10] مذکورہ بالا آیات میں سے چوتھے اور پانچویں نمبر پر مذکور آیت میں "حُلُم" کو بچوں کی بلوغت وعدم بلوغت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔اس سے مراد بھی مفسرین کے نزدیک احتلام کی صورت میں جسمانی تبدیلی کا پیدا ہونا ہے۔[11]

رشد اور اشُد کے الفاظ کا مفہوم

رشد اور اشد کے الفاظ ایسے ہیں جن کا تعلق جسمانی کی بجائے ذہنی حالت و کیفیت سے ہے۔یہ الفاظ بلوغتِ جسمانی کے الفاظ ذکر کیے جانے کے بعد مذکور ہوئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان الفاظ کا مدلول جسمانی بلوغت کے الفاظ کے مدلول سے مختلف ہے۔فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اشد کے لفظ کی وضاحت میں رشد کا لفظ ذکر کر کے فرماتے ہیں:

> "وَالْمُرَادُ بِالْأَشُدِّ بُلُوغُهُ إِلَى حَيْثُ يُمْكِنُهُ بِسَبَبِ عَقْلِهِ وَرُشْدِهِ الْقِيَامُ بِمَصَالِحِ مَالِهِ، وَعِنْدَ ذَلِكَ تَزُولُ وِلَايَةُ غَيْرِهِ عَنْهُ وَذَلِكَ حَدُّ الْبُلُوغِ، فَأَمَّا إِذَا بَلَغَ غَيْرَ كَامِلِ الْعَقْلِ لَمْ تَزُلِ الْوِلَايَةُ عَنْهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ. وَبُلُوغُ الْعَقْلِ هُوَ أَنْ يَكْمُلَ عَقْلُهُ وَقُوَاهُ الْحِسِّيَّةُ والحركية والله أعلم" [12]

> ''اشد کے لفظ سے مراد لڑکے کا اس حالت میں بالغ ہونا ہے کہ اس کے لیے اپنی عقل اور سمجھ داری کے سبب اپنے مال کے مصالح کی انجام دہی ممکن ہو۔اس وقت اس سے دوسرے کی ولایت ختم ہو جائے گی اور یہ بلوغ کی ایک حد ہے۔لیکن اگر وہ لڑکا اس حالت میں

جسمانی بلوغت حاصل کرے کہ جس میں اس کی عقل ابھی کامل نہ ہوئی ہو تو دوسرے کی ولایت اس سے زائل نہ ہو گی۔ واللہ اعلم۔

عقل کے اعتبار سے بلوغت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عقل اور حسی و حر کی قویٰ کامل ہو جائیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی کیفیت کی پختگی فقط مال کی سپردگی اور مالی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے ہی قرآن مجید نے شرط قرار دی ہے۔ ذہنی کیفیت کا پختہ نہ ہونا جسمانی طور پر بلوغت کے منافی نہیں ہے اور شرع مطہر نے بھی جسمانی بلوغت کو ہی بالغ کے اطلاق کے لیے معیار قرار دیا ہے۔

بلوغت کے بارے میں وارد احادیث کا مطالعہ

اس بارے میں احادیث کا مطالعہ کرنے سے وہی نتیجہ سامنے آتا ہے جو آیات کے ضمن میں گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا ہے کہ بلوغت کا معیار احتلام کی صورت میں ہونے والی جسمانی تبدیلی ہے۔ سنن ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں مذکور ہے:

" عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال: "رُفِعَ القلم عن ثلاثةٍ: عن النَّائم حتى يستيقظَ، وعن الصَّبيِّ حتى يَحتَلِمَ، وعن المجنونِ حتى يَعقِلَ"[13]

"نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین بندے ایسے ہیں جن سے احکام شرعیہ کا مکلف ہونا اٹھا دیا گیا ہے: سوئے ہوئے بندے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے حتیٰ کہ اسے احتلام ہو جائے (بالغ ہو جائے) اور مجنون سے حتیٰ کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔"

مذکورہ بالا روایت میں نابالغ بچے کے لیے احکام شرعیہ کا مکلف قرار پانے کی حد اس کی جسمانی تبدیلی ہی قرار دی گئی ہے اور اسے احتلام کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کی دیگر روایات میں سے کسی میں بھی نابالغ کے مکلف ہونے کو اس کی ذہنی پختگی کے ساتھ مشروط نہیں کیا گیا۔ سنن ابوداؤد میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت بھی مروی ہے جس میں کسی بچے پر یتیم کے اطلاق کی حد بیان کی گئی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ بچے کو احتلام ہونے کے بعد اس پر یتیم کا اطلاق نہ ہو گا۔[14] اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن وسنت دونوں میں بلوغت کا اولین معیار نہ تو کسی خاص عمر کا تعین ہے اور نہ ہی ذہنی پختگی کی کیفیت ہے بلکہ اس کا اولین معیار جسمانی تبدیلی ہے۔

بلوغت کے لیے خاص عمر کے تعین کا مرحلہ

تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلوغت کا اولین معیار جسمانی تبدیلی ہے[15] لیکن اگر ایک معروف مدت تک کسی بچے کے جسم میں ایسی کوئی جسمانی تبدیلی ظاہر نہ ہو تو پھر اس صورت میں ایک خاص عمر کا تعین کیا جائے گا جس تک پہنچنے کے بعد لامحالہ اس لڑکے / لڑکی کو بالغ تصور کیا جائے گا چاہے مخصوص جسمانی علامات ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ علامہ عینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"وقال الجمهور من العلماء: البلوغ في الغلام تارة يكون بالحلم۔۔۔أو يستكمل خمس عشرة سنة"[16]

"جمہور علماء کا قول ہے کہ لڑکے کا بالغ ہونا کبھی تو احتلام کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔ یا اس وقت ہو گا جب وہ پندرہ سال کی عمر مکمل کر لے۔"

مفتی شفیع عثمانی لکھتے ہیں:

"اصل بلوغ کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں، بلکہ اس کا مدار ان آثار پر ہے جو بالغوں کو پیش آتے ہیں، ان آثار کے اعتبار سے جس وقت بھی وہ نکاح کے قابل سمجھے جائیں گے وہ بالغ سمجھے جائیں گے خواہ عمر تیرہ چودہ سال ہی کی ہو، البتہ اگر کسی بچے میں آثار بلوغ نمودار ہی نہ ہوں تو عمر کے اعتبار سے اس کو بالغ قرار دیا جائے گا جس میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے لڑکے کے لیے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سترہ سال مقرر کیے ہیں اور بعض نے دونوں کے لیے پندرہ سال قرار دیے۔ امام ابو حنیفہ کے مذہب میں فتویٰ اس قول پر ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر شرعاً بالغ قرار دیے جائیں گے خواہ آثار بلوغ پائے جائیں یا نہیں۔"[17]

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بلوغت کے لیے ایک خاص عمر کو متعین کرنا اس صورت میں ہو گا جب جسمانی طور پر بلوغت کی علامات ظاہر نہ ہوں۔ اگر جسمانی طور پر بلوغت کی علامات ظاہر ہو چکی ہوں تو اس وقت بھی بلوغت کے حکم کو مؤخر کیے رکھنا شرعاً درست عمل نہیں ہے۔ اس بحث سے ابتدا میں قائم کیے گئے سوالات میں سے پہلے دو سوالات کا جواب واضح ہو جاتا ہے کہ:

1. بلوغت کے لیے کسی خاص عمر کو ابتداءً ہی مقرر کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد جسمانی تبدیلیوں پر ہے۔ ہاں اگر مخصوص جسمانی تبدیلیاں ظاہر نہ ہوں تو اس صورت میں بلوغت کا حکم مخصوص عمر کے ساتھ کیا جائے گا جو فقہاء کے نزدیک مختلف ہے۔
2. قرآن اور سنت کی نصوص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جسمانی تبدیلی ہی بلوغت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں کوئی ایسی نص موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ جسمانی تبدیلی ظاہر ہو جانے کے باوجود بھی اسے نظر انداز کرتے ہوئے ایک خاص عمر کو بلوغت کے لیے مقرر کر دیا جائے۔ ایسا طرز عمل اور قانون قرآن وسنت کی صریح خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے۔

معزز عدالت کا تسامح

معزز عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ کہا ہے کہ قرآن وسنت کی کوئی ایسی نص موجود نہیں ہے جو درخواست گزار کے اس موقف کی تائید کرتی ہو (کہ بلوغت کا انحصار جسمانی تبدیلی پر ہے نہ کہ دماغی کیفیت پر)۔[18] گزشتہ صفحات میں مذکور نصوص قرآنیہ وفرامینِ رسول ﷺ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معزز عدالت کا یہ بیان غلط فہمی پر مبنی ہے۔

سورۃ النور کی آیت نمبر 58، 59 کا مفہوم

معزز عدالت نے سورۃ النور کی آیت نمبر 59 کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ بلوغت کے لیے فقط مخصوص جسمانی کیفیت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ذہنی پختگی اور میچورٹی بھی ضروری ہے۔ عدالت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> "It is also worth mentioning that mere manifestation of the physical symptoms of attaining puberty, as submitted by the learned petitioner, are not by themselves sufficient to hold that the concerned person has also attained the age of majority/maturity. Besides that, there are definitely other mental, emotional and psychological aspects also that form necessary basis for that purpose. The Holy Qur'an has, in certain matters considered and referred to the same, as we may conveniently find in verse No.6 of Surah Annisa and verse No. 59 of Surah Annoor."[19]

> "یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جسمانی طور پر بالغ ہونے کی علامات کا ظاہر ہونا، جیسا کہ فاضل درخواست گزار نے پیش کیا ہے، بذات خود یہ اس بات کے لیے کافی نہیں ہے کہ یہ بھی سمجھا جائے کہ متعلقہ شخص نے بلوغت کی عمر بھی حاصل کرلی ہے۔ اس کے علاوہ، یقینی طور پر دوسرے ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی پہلو بھی ہیں جو اس مقصد کے لیے ضروری بنیاد تشکیل دیتے ہیں۔ قرآن پاک نے بعض معاملات میں ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ ہم سورت النساء کی آیت نمبر 6 اور سورۃ النور کی آیت نمبر 59 میں آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔"

سورۃ النساء کی آیت کے حوالے سے بحث ابتدا میں گزر چکی ہے جس میں یتیم کو اس کا مال حوالے کرنے کے لیے دو شرائط کا ذکر کیا گیا تھا۔ بحث کو مزید واضح کرنے کے لیے سورۃ النور کی وہ دونوں آیات درج کی جاتی ہیں جن میں بلوغت کے حوالے سے حکم مذکور ہوا ہے:

3. يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسۡتَـٔۡذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡ وَٱلَّذِينَ لَمۡ يَبۡلُغُواْ ٱلۡحُلُمَ مِنكُمۡ ثَلَٰثَ مَرَّٰتٍۚ [20]
4. وَإِذَا بَلَغَ ٱلۡأَطۡفَٰلُ مِنكُمُ ٱلۡحُلُمَ فَلۡيَسۡتَـٔۡذِنُواْ كَمَا ٱسۡتَـٔۡذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡۚ [21]

مذکورہ بالا دونوں آیات میں بلوغت پر دلالت کرنے کے لیے ایک ہی لفظ "اَلۡ حُلُم" ذکر کیا گیا ہے۔ یہ لفظ اس مقام پر اپنے لغوی اور شرعی مفہوم کے اعتبار سے کسی بھی طرح جذباتی اور ذہنی پختگی پر دلالت نہیں کر رہا۔ تمام مفسرین نے اس آیت کی تشریح میں یہی لکھا ہے کہ وہ بچے جو ابھی احتلام (کے ساتھ بلوغت) کی حد کو پہنچے / نہ پہنچے ہوں۔[22] جس ذہنی پختگی کی طرف عدالت نے اشارہ کیا ہے وہ فقط مالی معاملات اس بچے کے سپرد کرنے کے لیے ہی شرط قرار دی گئی ہے اس کے علاوہ دیگر احکام میں جسمانی بلوغت ہی کافی قرار دی گئی ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ صفحات میں احادیث پر بحث کے دوران یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ بچے کے جسمانی بلوغت حاصل کرنے تک اسے شرعی احکام کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ امام رازی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت مقصود کو بے غبار کرنے والی ہے

فرماتے ہیں:

"الْمُرَادُ مِنْ بُلُوغِ النِّكَاحِ هُوَ الِاحْتِلَامُ الْمَذْكُورُ فِي قَوْلِهِ: وَإِذا بَلَغَ الْأَطْفالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ [النور: 59] وَهُوَ فِي قَوْلِ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ عِبَارَةٌ عَنِ الْبُلُوغِ مَبْلَغَ الرِّجَالِ الَّذِي عِنْدَهُ يَجْرِي عَلَى صَاحِبِهِ الْقَلَمُ وَيَلْزَمُهُ الْحُدُودُ وَالْأَحْكَامُ،"[23]

''نکاح تک پہنچنے سے مراد احتلام تک پہنچنے کی عمر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہوا ہے: جب تمہارے بچے احتلام کی عمر کو پہنچیں۔ اکثر فقہاء کے قول کے مطابق یہ مردوں کی عمر تک پہنچنے سے عبارت ہے جس تک پہنچ کر اس آدمی پر قلم جاری ہوتا ہے (احکام شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے) اور اس پر حدود اور احکام بھی لاگو ہوتے ہیں۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جسمانی بلوغت ہر قسم کے شرعی احکام کا مکلف ہونے کے لیے کافی ہے اس کے ساتھ مزید ذہنی وجذباتی کیفیت کی کوئی صورت ضروری نہیں ہے جیسا کہ معزز عدالت نے ذکر کیا ہے۔

قانون سازی کے لیے کسی خاص عمر کا تعین کرنا

معزز عدالت نے ذکر کیا ہے کہ قانون سازی کرنے کے لیے کسی خاص عمر کا تعین کرنا جائز ہے۔[24] اس میں کوئی شک نہیں کہ شرعاً ایسا کرنا جائز ہے کہ کس خاص معاملہ کے لیے ایک خاص عمر کا تعین کر دیا جائے۔ لیکن محل نظر معاملہ یہ ہے کہ جن معاملات میں شریعت کی طرف سے ایک خاص امر کو متعین کر دیا گیا ہے تو کیا شریعت کی تعیین کے بعد بھی اس معاملہ میں کسی اور قانون کی طرف سے شریعت سے متصادم کوئی تعیین درست ہو گی؟ ایسا کرنا یقیناً جائز نہیں ہو گا کیونکہ جب شریعت نے بلوغت کا ایک معیار مقرر کر دیا ہے تو اس معیار کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک خاص عمر کو بلوغت کے لیے علی الاطلاق متعین کر دینا قرین صواب نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ معاملات جہاں شرع کی طرف سے کوئی قانون سازی موجود نہیں ہے ان معاملات میں ایک خاص عمر کا تعین شریعت سے متصادم قرار نہ پائے گا۔ مثال کے طور پر ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے کے لیے عمر کا تعین، کسی خاص تعلیمی دورانیہ کے لیے عمر کا تعین کرنا، ملازمت سے متعلقہ امور میں ایک خاص عمر کا تعین کرنا وغیرہ۔ شرعاً جو لڑکا جسمانی طور پر بلوغت کی علامات حاصل کر چکا ہو اگر وہ کسی کو قتل کر دے لیکن قانونی طور پر اس کی عمر ابھی بالغ قرار دیے جانے کے مرحلے سے کم ہو تو ایسے معاملہ میں سراسر شرعی احکام کی خلاف ورزی لازم آئے گی اور یہ معاملہ کسی فقیہ کی رائے پر مشتمل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مذکور ہوا، یہ معاملہ قرآن اور سنت دونوں کی تصریحات کے خلاف ہے۔

عدالت کا اپنے آئینی مینڈیٹ سے انحراف

معزز عدالت بارہا اپنے فیصلوں میں یہ تصریح کر چکی ہے کہ عدالت قرآن اور سنت کے مطابق کسی بھی قانون کو پرکھنے کی مجاز ہے کسی فقیہ کی رائے پر کسی بھی قانونی شق کو شریعت کے موافق یا مخالف قرار دینے کی پابند نہیں ہے۔ لیکن زیر بحث کیس میں معزز عدالت اپنے اس منہج سے ہٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔ قرآن اور

سنت کی نصوص کے مطابق کسی ایک خاص عمر کو بلوغت کے لیے متعین نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ معزز عدالت اسی اصول پر کاربند رہتی لیکن اس کے برعکس معزز عدالت نے سرے سے ان نصوص کو نظرانداز کر دیا۔ ایک خاص عمر کو بلوغت کے لیے متعین کرنا قرآن و سنت نہیں بلکہ فقہاء کے ہاں ملتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں اگر قرآن اور سنت کی نصوص کے مطابق بلوغت کی علامات ظاہر نہ ہوں۔ جبکہ عدالت خود یہ بارہا واضح کر چکی ہے کہ وہ قرآن اور سنت کی نصوص کو ہی ملحوظ رکھے گی فقہاء کی رائے پر انحصار نہیں کرے گی۔ عدالت کا موجودہ موقف نہ تو قرآن و سنت کی تصریح و تشریح سے تائید یافتہ ہے اور نہ ہی اسے کسی بھی فقیہ کے قول کی تائید حاصل ہے۔

نتائج بحث

گزشتہ تفصیلی بحث سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی نصوص اس بات پر واضح دلالت کرتی ہیں کہ بچے کی بلوغت کا انحصار جسمانی علامات پر ہے۔
2. اہل علم کا اتفاق ہے کہ بچے کی بلوغت کا اولین مدار جسمانی علامات ہی ہیں لیکن اگر بلوغت کی جسمانی علامات ظاہر نہ ہوں تو پھر بلوغت کے تعین کا دوسرا آپشن ایک خاص عمر کا تعین ہے جس کی تعیین میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
3. ذہنی پختگی اور میچورٹی کا تعلق فقط بالغ ہونے والے بچے کا مال اس کے سپرد کرنے کے لیے شرط ہے۔ شرعی طور پر بلوغت اور احکام شرعیہ کا مکلف ہونے کا تعلق ذہنی پختگی سے نہیں ہے۔
4. قانون سازی میں سہولت کے لیے ایسے امور میں کسی ایک خاص عمر کا تعین کیا جاسکتا ہے جن میں شریعت کی تعیین سے تصادم کی صورت پیدا نہ ہو۔ لیکن جن امور کا تعلق شرعی معاملات سے ہے ان امور میں شریعت کی طرف سے متعین کردہ معیارِ بلوغت کو نظرانداز کرنا درست نہیں ہے۔

معزز عدالت نے اپنے آئینی مینڈیٹ سے انحراف کرتے ہوئے قرآن اور سنت کی نصوص کو سرے سے نظرانداز کر دیا ہے اور ایک ایسی رائے اپنائی ہے جس کی تائید نہ تو قرآن و سنت کی نصوص سے ہوتی ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہ میں سے کسی کی رائے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حوالہ جات

[1] Shariat Petition No.6/I of 2004

[2] النساء: 6 — al-Nisāʾ: 6

[3] الانعام: 152 — al-Anʿām: 152

[4] الاسراء: 34 — al-Isrāʾ: 34

[5] النور: 58 — al-Nūr: 58

[6] النور: 59 — al-Nūr: 59

[7] النور: 59 — al-Nūr: 59

[8] خطابی ، ابو سلیمان حمد بن محمد ، معالم السنن، (حلب: المطبعة العلمیة 1351ھ) ، 87/4

Khāṭābī, Abū Sulaymān Ḥamd bin Muḥammad, Maʿālim al-Sunan, (Ḥalab: al-Maṭbaʿa al-ʿIlmiyya 1351 H), 4/87

[9] مجاھد بن جبیر ، تفسیر مجاھد ، (مصر : دارالفکر الاسلامی 1410ھ) ، 267

Mujāhid bin Jubayr, Tafsīr Mujāhid, (Miṣr: Dār al-Fikr al-Islāmī 1410 H), 267

[10] ابن بطال علی بن خلف ، شرح صحیح البخاری ، (سعودی عرب: مکتبة الرشد 1423ھ) ، 49/8

Ibn Baṭṭāl ʿAlī bin Khalaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Saudi Arabia: Maktabat al-Rushd 1423 H), 8/49

[11] یحیٰ بن سلام ، تفسیر یحیٰ بن سلام (بیروت : دارالکتب العلمیة 1425ھ) ، 460/1

Yaḥyā bin Salām, Tafsīr Yaḥyā bin Salām (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya 1425 H), 1/46

[12] رازی ،فخر الدین ، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، (بیروت: دار احیاء التراث العربی 1420ھ) ، 20/ 337

Rāzī, Fakhr al-Dīn, Muḥammad bin ʿUmar, Mafātīḥ al-Ghayb, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī 1420 H), 20/337

[13] ابو داؤد،سلیمان بن الاشعث ، السنن (بیروت: دارالرسالہ العالمیة 1430ھ) ،کتاب الحدود ، باب فی المجنون یسرق او یصیب حداً

Abū Dāwūd, Sulaymān bin al-Ashʿath, al-Sunan (Beirut: Dār al-Risāla al-ʿĀlamiyya 1430 H), Kitāb al-Ḥudūd, Bāb fī al-Majnūn Yasriq aw Yuṣīb Ḥaddan

[14] ابو داؤد ، السنن ،کتاب الوصایا ، باب متی ینقطع الیتم — Abū Dāwūd, al-Sunan, Kitāb al-Waṣāyā, Bāb Matā Yanqaṭiʿ al-Yatim

[15] جصاص ،ابوبکر،احمد بن علی ، احکام القرآن (بیروت: دارالکتب العلمیة 1415ھ) ، 428/3

Jaṣṣāṣ, Abū Bakr, Aḥmad bin ʿAlī, Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya 1415 H), 3/428

[16] عینی ،بدرالدین، محمود بن احمد ، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، (بیروت: دارالفکر) ، 58/14

ʿAynī, Badr al-Dīn, Maḥmūd bin Aḥmad, ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Beirut: Dār al-Fikr), 14/58

[17] عثمانی، محمد شفیع ، معارف القرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن) ، 304،305/2

ʿUthmānī, Muḥammad Shafīʿ, Maʿārif al-Qurʾān, (Karachi: Maktabat Maʿārif al-Qurʾān), 2/304-305

[18] Shariat Petition No.6/I of 2004, Page: 5,6

[19] Shariat Petition No.6/I of 2004, Page: 5

[20] النور: 58 — al-Nūr: 58

[21] النور: 59 — al-Nūr: 59

[22] قرطبی ، محمد بن احمد ، الجامع لاحکام القرآن، (قاھرہ : دارالکتب المصریہ 1384ھ) ، 305/12

Qurṭubī, Muḥammad bin Aḥmad, al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya 1384 H), 12/305

[23] رازی ،فخر الدین ، مفاتیح الغیب ، 498/9 — Rāzī, Fakhr al-Dīn, Mafātīḥ al-Ghayb, 9/498

[24] Shariat Petition No.6/I of 2004, Page: 6